نکاح کے لئے مرد اور عورت کا انتخاب

اسلامی شریعت پر ایک نظر

آخری قسط

از۔ مولانا محمد شہاب الدین ندوی، ناظم فرقانیہ اکیڈمی ٹرسٹ بنگلور

واقعہ یہ ہے کہ مرد اور عورت کا ساتھ عمر بھر کے لئے ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر اخلاق و دینداری کو بنیاد نہ بنایا جائے تو ہو سکتا ہے کہ آگے چل کر میاں بیوی میں رنجشیں پیدا ہوں اور زندگی کے مختلف موڑوں پر وہ ایک دوسرے کا ساتھ نہ دے سکیں یا ان دونوں میں ہمیشہ کھٹ پٹ ہوتی رہے، جس کے باعث ان کی زندگی اجیرن بن جائے۔ اسی بنا پر ایک حدیث میں ایک نیک سیرت عورت کو ایک گرانمایہ شئے یا خداوند کریم کا سب سے بڑا عطیہ قرار دیا گیا ہے۔

"اَلدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ، وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ" یہ پوری دنیا ایک متاع ہے اور دنیا کی بہترین متاع ایک نیک سیرت عورت ہے۔ [1]

دینداری کے ساتھ ساتھ اگر کسی عورت میں مذکورہ بالا خوبیاں بھی جمع ہو جائیں تو پھر سونے پر سہاگہ ہے۔ ورنہ بغیر دینداری کے دیگر تمام خوبیوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ کیونکہ دینداری ہی کی بنا پر کسی عورت میں شوہر کی کامل اطاعت و فرماں برداری اور اس سے ہمدردی و وفاداری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ نیز بعض روایات میں آتا ہے کہ بیاہ کسی اچھے قبیلے یا خاندان میں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ماں باپ کے عادات و اطوار عموماً بچوں میں بھی سرایت کر جاتے ہیں۔

"تَزَوَّجُوا فِي الْحِجْزِ الصَّالِحِ، فَإِنَّ الْعِرْقَ دَسَّاسٌ" تم کسی اچھی اصل (قبیلے میں

---

[1] مسلم رضاع ۲/۱۰۹۰، سنن نسائی ۶/۶۹، صحیح ابن حبان ۷/۱۳۵، مسند احمد (الفتح) ۱۶/۱۴۳، السنن الکبریٰ بیہقی ۷/۸۰

نکاح کرو، کیونکہ (ماں باپ کے) اطوار بچوں میں بھی سرایت کرتے ہیں۔ [1]

اسلام کے بعد دوسری بڑی نعمت

غرض ایک مسلمان اگر اپنی اسلامیت کے ساتھ ساتھ ایک خوبرو اور نیک خصلت بیوی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے تو پھر وہ بڑا ہی خوش قسمت شخص ہے۔ جیساکہ بعض احادیث میں اس کی تصریح اس طرح آئی ہے۔

خَیْرُ فَائِدَۃٍ اَفَادَھَا الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ بَعْدَ اِسْلَامِہٖ امْرَأَۃٌ جَمِیْلَۃٌ، تَسُرُّہٗ اِذَا نَظَرَ اِلَیْھَا وَتُطِیْعُہٗ اِذَا اَمَرَھَا، وَتَحْفَظُہٗ فِیْ غَیْبَتِہٖ وَمَالِہٖ وَنَفْسِھَا؛

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان شخص اپنے اسلام کے بعد جو بہترین فائدہ اٹھاتا ہے وہ ایک خوبصورت عورت ہے، جس کی طرف اگر وہ نظر ڈالے تو وہ اسے خوش کر دے۔ جب وہ اسے کوئی حکم کرے تو بجالائے۔ اور اس کی غیر حاضری میں اس کے مال اور اپنے آپ کی حفاظت کرے۔ [2]

خَیْرُ النِّسَاءِ الَّتِیْ اِذَا نَظَرْتَ اِلَیْھَا سَرَّتْکَ، وَاِذَا اَمَرْتَھَا اَطَاعَتْکَ وَاِذَا غِبْتَ عَنْھَا حَفِظَتْکَ فِیْ نَفْسِھَا وَمَالِکَ؛

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین عورت وہ ہے جس کی طرف اگر تو دیکھے تو وہ تجھے خوش کر دے۔ اگر تو اسے کوئی حکم کرے تو وہ تیری اطاعت کرے۔ اور جب تو گھر سے باہر ہو تو وہ خود کی اور تیرے مال کی حفاظت کرے۔ [3]

قِیْلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَیُّ النِّسَاءِ خَیْرٌ؟ قَالَ: اَلَّتِیْ تَسُرُّہٗ اِذَا نَظَرَ، وَتُطِیْعُہٗ اِذَا اَمَرَ، وَلَا تُخَالِفُہٗ فِیْ نَفْسِھَا وَمَالِھَا بِمَا یَکْرَہٗ؛

---

[1] ابن عدی، کنز العمال ۱۶/۲۹۶

[2] کتاب السنن سعید بن منصور ۱/۱۲۴، طبرانی منقول از مجمع الزوائد ۴/۲۷۲

[3] سنن نسائی ۶/۶۸ مسند ابوداؤد طیالسی منقول از تفسیر قرطبی ۵/۱۰۰ نیز طبرانی، مجمع الزوائد ۴/۲۷۳

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (ایک مرتبہ) پوچھا گیا کہ کس قسم کی عورت بہتر ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ عورت جو اس کی طرف دیکھنے پر تجھے مسرور کردے۔ اگر تو اسے کوئی حکم دے تو وہ پورا کرے۔ اور وہ اپنے نفس اور مال میں تیری ناپسندیدگی کا خیال رکھتے ہوئے تیری مخالفت نہ کرے۔ ؎

اس کے برعکس اگر کسی کو زبان دراز، بداخلاق اور جھگڑالو مزاج عورت مل جائے تو پھر اس کی زندگی دوبھر اور اس کا چین وسکون سب کچھ غارت ہو جاتا ہے۔ گویا کہ اس کی زندگی جیتے جی جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے اس اعتبار سے کسی کو نیک اور صالح عورت کا مل جانا بالکل ایسا ہی ہے جیسے اسے جیتے جی جنت مل گئی ہو۔

ان حدیثوں سے ضمناً اس حقیقت پر بھی روشنی پڑ گئی کہ عورت کے اصل فرائض کیا ہیں اور اس کا دائرہ کار کیا ہے؟ چنانچہ ایک عورت اسلام کی نظر میں گھر کی ملکہ اور اپنے شوہر کے مال کی امین ہوتی ہے۔ اور اس کے اصل فرائض تین ہیں:

۱۔ اپنے شوہر کو ہمیشہ خوش وخرم رکھنے کی کوشش کرے اور اس کی پسند وناپسند کا خیال رکھے۔

۲۔ خدا کی اطاعت کے بعد اپنے شوہر کی اطاعت کرے اور اس کی نافرمانی نہ کرے۔

۳۔ اس کی غیر حاضری میں اس کے مال ومتاع اور اپنے ناموس کی حفاظت کرے۔ اور ان امور میں اس کی خیانت نہ کرے۔

دنیوی سعادت کی بعض چیزیں

حاصل یہ کہ جس گھر میں نیک اور صالح عورت ہو وہ جنت کا نمونہ ہے۔ اور جس گھر میں بداخلاق اور جھگڑالو عورت ہو وہ دوزخ کا نمونہ ہے۔ اسی بنا پر بعض حدیثوں میں جن چیزوں

؎ سنن نسائی کتاب النکاح ۲/۶۸۱، السنن الکبریٰ کتاب النکاح ۸۲/۷، مستدرک حاکم کتاب النکاح ۱۶۱/۲، مسند احمد، کنز ۱۶/۳۰۸، نیز ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، منقول از تفسیر در منثور ۱۵۱/۲۔

کو کس شخص کی نیک بختی میں شمار کیا گیا ہے ان میں سر فہرست نیک عورت ہے۔

"أربع من السعادة: اَلْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ، وَالْمَسْكَنُ الْوَاسِعُ، وَالْجَارُ الصَّالِحُ، وَالْمَرْكَبُ الْهَنِيءُ، وأربع من الشقاوة: اَلْجَارُ السُّوْءُ، وَالْمَرْأَةُ السُّوْءُ، وَالْمَسْكَنُ الضَّيِّقُ، وَالْمَرْكَبُ السُّوْءُ"

چار چیزیں سعادت کا باعث ہیں: نیک عورت، کشادہ مکان، اچھا پڑوسی اور دل پسند سواری۔ اور چار چیزیں بدبختی کا باعث ہیں: بُرا پڑوسی، بُری عورت، تنگ مکان اور خراب سواری۔ ؎١

من سعادة بن آدم المرأة الصالحة والمسكن الصالح، والمركب الصالح، ومن شقوة بن آدم المرأة السوء، والمسكن السوء، والمركب السوء۔

جو چیزیں آدم کے بیٹے کی خوش بختی کی ہیں ان میں اچھی عورت، اچھا مکان اور اچھی سواری بھی ہے۔ اور جو چیزیں آدم کے بیٹے کی بدبختی کی ہیں ان میں بُری عورت، بُرا مکان اور بری سواری بھی ہے۔ ؎٢

کنواری لڑکیوں کی خوبیاں

اسلام ایک معتدل اور متوازن مذہب ہے، جس کے تمام قوانین نہایت درجہ عادلانہ اور حکمت و مصلحت پر مبنی ہیں۔ اسلام میں عورت نہ تو کم تر درجے کی فرد ہے اور نہ ہی بیواؤں اور مطلقہ عورتوں کا وجود منحوس مانا گیا ہے۔ بلکہ اس کے برعکس تاکید ہے کہ ایک بیوہ اور ایک بے نکاحی عورت کا بیاہ جہاں تک ہوسکے جلد سے جلد دوبارہ کرا دینا چاہیئے۔ جب کہ اس کے لئے کوئی مناسب اور موزوں رشتہ مل جائے۔

ثلاثة یا علی لا تؤخرهن: الصلاة اذا اٰنت، والجنازة اذا حضرت

؎١ صحیح ابن حبان کتاب النکاح، حدیث نمبر ۴۰۲۱، ۷/ ۱۳۵

؎٢ مسند احمد، مسند بزار، معجم طبرانی کبیر و اوسط، منقول از مجمع الزوائد، از حافظ نورالدین ہیثمی ۴/ ۲۷۲

والایم اذا وجدت کفواً۔

اے علی! تم تین چیزوں میں تاخیر مت کرو۔ نماز، جب کہ اس کا وقت آجائے۔ جنازہ جب وہ حاضر ہوجائے۔ اور بے نکاحی عورت (یا مرد) جبکہ اس کے لئے کوئی موزوں رشتہ مل جائے۔ ؎۱

یہ ایک عام ضابطہ ہے جس کے ذریعہ اسلامی معاشرہ میں تعمیری رجحانات پیدا کر اور معاشرتی رخنوں کو بند کرنا مقصود ہے۔ اور اس سلسلے میں دوسرا ضابطہ یہ ہے کہ رشتۂ ازدواج کے لئے جہاں تک ہوسکے کنواری لڑکیوں اور دوشیزاؤں کو ترجیح دینا چاہیئے۔ کیونکہ دوشیزاؤں میں نسائیت کے اعتبار سے جو خوبیاں ہوتی ہیں وہ شوہر دیدہ عورتوں میں نہیں ہوتیں۔ اور کنواری لڑکیوں کی ایک بہت بڑی صفت یہ بھی ہے کہ وہ زیادہ بچے پیدا کرسکتی ہیں، جو اسلام کا ایک اہم مقصد اور نشانہ ہے۔ جیسا کہ یہ بات متعدد حدیثوں سے ظاہر ہوتی ہے۔

"علیکم بالابکار، فانھن اعذب افواھاً، وانتق ارحاماً، وارضیٰ بالیسیر"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کنواری لڑکیوں کو اختیار کرو۔ کیونکہ وہ (شوہر دیدہ عورتوں کے مقابلے میں) زیادہ شیریں زبان، زیادہ بچے جننے والی اور (جنس یا گھریلو آسائش کے اعتبار سے) تھوڑی سی چیز پر بھی راضی ہوجاتی ہیں ؎۲

اس حدیث کو کچھ الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ بعض دیگر محدثین نے بھی روایت کیا ہے۔ چنانچہ معجم طبرانی (اوسط) میں حسب ذیل فقرہ کا اضافہ ملتا ہے:

واقل خباً: اور وہ بہت کم فریب دینے والی ہوتی ہیں ؎۳

یعنی چونکہ وہ الہڑ اور ناتجربہ کار ہوتی ہیں اس لئے ان میں دھوکا اور فریب نہیں پایا جاتا۔

؎۱ مسند احمد بن حنبل ۱/۱۰۵، مطبوعہ بیروت۔

؎۲ سنن ابن ماجہ کتاب النکاح: ۱/۵۹۸

؎۳ طبرانی اوسط، بحوالہ کنز العمال: ۱۶/۲۹۴

بلکہ وہ اخلاقی اعتبار سے بھولی بھالی اور جنسی اعتبار سے گرمجوش ہوتی ہیں۔ جیسا کہ بعض دیگر روایات میں اس کی تصریح موجود ہے:

"علیکم بابکار النساء، فانھن اعذب افواھاً واسخن جلوداً"، تم کنواری عورتوں کو پسند کرو، کیونکہ وہ شیریں زبان اور گرمجوش ہوتی ہیں[1]

علیکم بالجواری الشباب، فانھن اطیب افواھاً، واغر اخلاقاً، وافتح ارحاماً، الم تعلموا انی مکاثر:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نوجوان لڑکیوں سے نکاح کرو۔ کیونکہ وہ میٹھی گفتگو والی، عادات واطوار میں بھولی بھالی اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی ہوتی ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ میں (قیامت کے دن اپنی امت کی کثرت پر) فخر کروں گا[2]

علیکم بالابکار فانکحوھن، فانھن افتح ارحاماً، واعذب افواھاً واغر غرۃ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دوشیزاؤں سے نکاح کرو۔ کیونکہ ان کے رحموں کے منہ کھلے ہوئے، ان کی زبانیں زیادہ میٹھی اور وہ بھولی بھالی ہوتی ہیں[3]

اس موقع پر یہ حقیقت بھی خوب اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے کہ شوہر دیدہ عورتوں کے مقابلے میں کنواری لڑکیوں کا زیادہ بچے جننا کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے لیکن تجربہ کے اعتبار سے چونکہ عمر رسیدہ عورتوں کے مقابلے میں کم سن لڑکیوں کے رحموں کی قوت حرارت یا شدت شہوت کی بنا پر نطفہ قبول کرنے کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے اس لئے کنواری لڑکیوں میں اس کے زیادہ امکانات رہتے ہیں۔ مگر یہ اسباب و عوامل خداوند عالم کے حکم کے بغیر اثر انداز نہیں ہوتے[4]

---

1. سنن سعید بن منصور: ۱/ ۱۲۸
2. سنن سعید بن منصور: ۱/ ۱۲۸
3. مصنف عبدالرزاق: ۶/ ۱۵۹
4. ماخوذ از مرقاۃ المفاتیح، از ملا علی قاری: ۳/ ۴۰۷، مطبوعہ بمبئی۔

خیر و برکت والی عورتیں

عورت کی سعادت و خوش بختی محض یہی نہیں ہے کہ وہ دیندار اور صاحب اخلاق و کردار ہو۔ بلکہ اس کی سعادت و خوش بختی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کم سے کم بوجھ والی ہو۔ یعنی شادی بیاہ اور مہر وغیرہ کا بوجھ اس سے نکاح کرنے والے مرد پر کم سے کم پڑے۔ تاکہ فضول خرچی کو رواج پانے کا موقع نہ مل سکے۔ کیونکہ فضول خرچی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔ اس اعتبار سے جو شادی جتنی زیادہ کفایت شعاری کے ساتھ انجام پائے اس میں اتنی ہی زیادہ خیر و برکت ہوگی۔

اعظم النساء برکۃً ایسرھن مؤنۃً: برکت کے اعتبار سے عظیم تر عورتیں وہ ہیں جو بوجھ کے اعتبار سے زیادہ آسان ہوں۔[1]

اعظم النکاح برکۃً ایسرہ مؤنۃً: برکت کے لحاظ سے عظیم تر نکاح وہ ہے جو اخراجات کے لحاظ سے زیادہ آسان ہو۔[2]

خیرھن ایسرھن صداقاً: بہترین عورتیں وہ ہیں جن کا مہر آسان (کم) ہو۔[3]

اعظم النساء برکۃً ایسرھن صداقاً: وہ عورتیں بڑی برکت والی ہیں جو آسان مہر والی ہوں۔[4]

یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اظہار شان و شوکت یا نام و نمود کی خاطر فضول خرچی سے کام لینا اور بے دریغ پیسہ بہانا اسلام کی نظر میں نہ صرف معیوب ہے بلکہ یہ بات فساد تمدن کا بھی باعث ہے۔ اور پھر مال و دولت بھی اللہ کی ایک امانت ہے جس کا حساب

---

[1] مسند احمد ۶/۱۴۵، مسند بزار، مجمع الزوائد ۴/۲۵۵، حاکم و بیہقی: کنز ۱۶/۲۹۱۔

[2] حلیۃ الاولیاء ۶/۲۵۷، بحوالہ موسوعۃ اطراف الحدیث ۲/۲۵، بیروت۔

[3] طبرانی، کنز العمال ۱۶/۲۹۳۔

[4] مستدرک حاکم: ۲/۱۷۸، دار المعرفہ بیروت۔

کتاب انسان سے لیا جائے گا کہ اس نے اسے کن کن امور میں اور کس کس طرح خرچ کیا لہٰذا اس بارے میں ہر شخص کو اپنی ذمہ داریاں نبھانی ہیں۔

وہ عورتیں جن سے نکاح حرام ہے

اس موقع پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ شرعی اعتبار سے محرمات کی بھی تھوڑی سی تشریح وتفصیل کر دی جائے۔ اور محرمات سے مراد وہ عورتیں ہیں جن سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے چنانچہ قرآن مجید کی رو سے ایسی عورتیں جن سے نکاح حرام ہے حسب ذیل ہیں:

۱۔ مائیں، ان میں دادیاں اور نانیاں بھی شامل ہیں۔

۲۔ بیٹیاں، اور ان میں پوتیاں اور نواسیاں بھی شامل ہیں۔

۳۔ سگی بہنیں۔

۴۔ پھوپھیاں اور خالائیں۔

۵۔ سگی بھتیجیاں اور بھانجیاں۔

۶۔ رضاعی ماں اور رضاعی بہن، اور اسی طرح رضاعی بھتیجی اور بھانجی وغیرہ۔

۷۔ ساس

۸۔ اپنی مدخولہ بیویوں کی وہ لڑکیاں جن کی پرورش ایک باپ کی حیثیت سے کی گئی ہو۔

۹۔ سگے بیٹے کی بیوی۔

۱۰۔ دو سگی بہنوں کو بیک وقت نکاح میں رکھنا۔ اگر ایک بہن کے مرنے کے بعد دوسری سے نکاح کیا جائے تو پھر جائز ہے۔

محرّمات کا یہ بیان سورۂ نساء میں اس طرح آیا ہے۔

حرمت علیکم امھٰتکم وبنٰتکم واخوٰتکم وعمّٰتکم وخٰلٰتکم وبنٰت الاخ وبنٰت الاخت وامھٰتکم الّتی ارضعنکم واخوٰتکم من الرضاعة وامھٰت نسائکم وربائبکم الّتی فی حجورکم من نسائکم التی دخلتم بھن فان لم تکونوا دخلتم بھن فلا جناح علیکم وحلائل ابنائکم الذین من اصلابکم وان تجمعوا بین الاختین الا ما قد سلف۔ ان اللّٰہ کان غفوراً رحیماً؛

تم پر حرام کی گئیں تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپیاں، خالائیں، بھتیجیاں، بھانجیاں اور وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے، اور وہ دودھ شریک بہنیں، تمہاری عورتوں کی مائیں اور انکی بیٹیاں (جو دوسرے شوہروں سے ہوں) جنہوں نے تمہاری گود میں پرورش پائی ہے اور جو تمہاری مدخولہ عورتوں سے ہیں۔ ہاں اگر وہ مدخولہ (مجامعت شدہ) نہیں ہیں تو پھر ان پروردہ لڑکیوں سے نکاح کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور تمہارے سگے بیٹوں کی بیویاں بھی (تم پر حرام ہیں) اور دو بہنوں کو ایک نکاح میں اکٹھا کرنا بھی حرام ہے۔ مگر پہلے جو گذر چکا (وہ معاف ہے) اللہ یقیناً بخشنے والا اور مہربان ہے۔ (نساء: ۲۳)

اور حدیث نبوی کی صراحت کے مطابق کسی عورت اور اس کی سگی خالہ یا پھوپی سے بیک وقت نکاح کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

لایجمع بین المرأۃ وعمتھا، ولا بین المرأۃ وخالتھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عورت اور اس کی پھوپی کو بیک وقت جمع نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح کسی عورت اور اس کی خالہ سے بھی بیک وقت نکاح نہیں کیا جاسکتا۔ ؎۱

لا تنکح المرأۃ علی عمتھا ولا علی خالتھا: کسی عورت سے اس کی پھوپی یا خالہ کی موجودگی میں نکاح نہیں کیا جاسکتا۔ ؎۲

اس سلسلے میں ایک قاعدۂ کلیہ یہ ہے کہ کسی ایسی دو عورتوں کو ایک ہی وقت میں بذریعہ نکاح جمع کرنا حرام ہے جن میں سے ایک کو اگر مرد اور دوسری کو عورت فرض کیا جائے تو شرعی اعتبار سے ان دونوں کا آپس میں نکاح جائز نہ ہوسکتا ہو، کیونکہ اس کی وجہ سے ان دونوں کے درمیان صلہ رحمی کا تعلق منقطع ہوجانے کی نوبت آجاتی ہے ؎۳

چنانچہ اس سلسلے میں طبرانی میں ایک حدیث مذکور ہے:

؎۱ بخاری کتاب النکاح ۶/۱۲۸، مسلم نکاح ۲/۱۰۲۸، ابن ماجہ ۱/۶۲۱۔

؎۲ نسائی وابن ماجہ، منقول از کنز العمال ۱۶/۳۲۶

؎۳ ہدایہ مع فتح القدیر ۳/۱۲۵، مطبوعہ کوئٹہ (پاکستان)

... تقطعتم ارحامکم: اگر تم ایسا کروگے تو اپنی باہمی رشتہ داریوں ... کر رکھ دو گے۔ [1]

نیز کسی بڑی عمر والی عورت کو اپنی کم سن بیوی کی سوکن بنانا یا اس کے برعکس کسی کم سن عورت کو کسی بڑی عمر والی کی سوت بنانا بھی ممنوع ہے۔

ولا تنکح الکبری علی الصغری، ولا الصغری علی الکبری: بڑی عمر والی کو چھوٹی عمر والی کی موجودگی میں بیاہ کر کے نہیں لانا چاہیئے۔ اور اسی طرح چھوٹی عمر والی کو بڑی عمر والی کی موجودگی میں بیاہ کر کے لانا بھی ٹھیک نہیں ہے [2]

اسی طرح رضاعی (دودھ میں شرکت کے) لحاظ سے بھی وہ تمام رشتے حرام ہیں جو نسبی اعتبار سے حرام ہیں۔

الرضاعۃ تحرم ما تحرم الولادۃ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دودھ پینے سے وہ سب رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں [3]

ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ اپنے چچا حمزہؓ کی لڑکی سے نکاح کیوں نہیں کرتے؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ میری رضائی بھتیجی بھی ہے۔

انھا ابنۃ اخی من الرضاعۃ: وہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے [4]

نیز اسی طرح آپ نے بطور ایک ضابطہ فرمایا کہ کسی کے لئے رضاعی بھتیجی یا رضاعی بھانجی سے نکاح کرنا حلال نہیں ہے۔

لا تحل بنت الاخ ولا بنت الاخت من الرضاع [5]

---

[1] بحوالہ فتح القدیر ۳/۱۲۵۔

[2] ابوداؤد ۲/۵۵۴، دارمی ۲/۱۳۶، مسند احمد ۲/۴۲۶۔

[3] صحیح بخاری کتاب النکاح ۶/۱۲۵، مطبوعہ استانبول، سنن نسائی ۶/۹۹۔

[4] بخاری ۶/۱۲۵، نسائی ۶/۹۹۔

[5] طبرانی، منقول از کنز العمال ۱۶/۳۲۷۔

قرآن مجید کی مذکورۂ بالا آیت میں جن "ربائب" یعنی گود میں پرورش پائی ہوئی لڑکیوں کا تذکرہ موجود ہے اس کی تشریح و تفسیر حدیث نبوی میں اس طرح آئی ہے:

ایما رجل نکح امرأۃ فدخل بہا فلا یحل لہ نکاح ابنتہا وان لم یکن دخل بہا فلینکح ابنتہا. وایما رجل نکح امرأۃ فدخل بہا او لم یدخل بہا فلا یحل لہ نکاح امہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا اور اس سے مجامعت کر چکا تو اب اس عورت کی لڑکی (جو اس کے دوسرے خاوند سے ہو) اس کے لیے حلال نہیں رہی اگر ابھی مجامعت نہیں کی! بلکہ نکاح کے بعد مجامعت سے پہلے کسی وجہ سے طلاق ہو گئی ہو تو) پھر وہ اس لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے۔ اور جس شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا تو اس کی ماں اس کے لئے (ہمیشہ کے لئے) حرام ہو گئی، خواہ اس نے مجامعت کی ہو یا نہ کی ہو۔[1]

اس کی وجہ یہ ہے کہ جو عورت ایک مرتبہ ساس بن جاتی ہے تو اس سے نکاح از روئے قرآن ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتا ہے۔ یہ قاعدۂ کلیہ ہے۔

اذا نکح الرجل المرأۃ ثم طلقہا قبل ان یدخل بہا فانہ یتزوج ابنتہا ولیس لہ ان یتزوج امہا:

جب ایک شخص کسی عورت سے نکاح کرتا ہے پھر (کسی وجہ سے) مباشرت سے پہلے اسے طلاق دے دیتا ہے تو وہ اس کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے۔ مگر اس کی ماں سے نکاح نہیں کر سکتا۔[2]

واضح رہے یہ احادیث عام ہیں اور ان میں گود میں پرورش پائی ہوئی اور نہ پائی ہوئی ہر قسم کی لڑکیاں شامل ہیں۔

غیر مسلم عورتوں سے نکاح

اب جہاں تک غیر مسلم عورتوں سے نکاح کا سوال ہے تو اس میں تھوڑی سی تفصیل ہے۔ وہ یہ

---

[1] جامع ترمذی کتاب النکاح ۴۲۵/۳

[2] السنن الکبریٰ بیہقی: ۱۶۰/۷

فانکم اذا فعلتم ذلک قطعتم ارحامکم اگر تم ایسا کروگے تو اپنی باہمی رشتہ داریوں کو کاٹ کر رکھ دوگے۔ [1]

نیز کسی بڑی عمر والی عورت کو اپنی کم سن بیوی کی سوکن بنانا یا اس کے برعکس کسی کم سن عورت کو کسی بڑی عمر والی کی سوت بنانا بھی ممنوع ہے۔

ولا تنکح الکبریٰ علی الصغریٰ، ولا الصغریٰ علی الکبریٰ: بڑی عمر والی کو چھوٹی عمر والی کی موجودگی میں بیاہ کرکے نہیں لانا چاہیئے۔ اور اسی طرح چھوٹی عمر والی کو بڑی عمر والی کی موجودگی میں بیاہ کرکے لانا بھی ٹھیک نہیں ہے [2]

اسی طرح رضاعی (دودھ میں شرکت کے) لحاظ سے بھی وہ تمام رشتے حرام ہیں جو نسبی اعتبار سے حرام ہیں۔

الرضاعۃ تحرّم ما تحرّم الولادۃ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دودھ پینے سے وہ سب رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں [3]

ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ اپنے چچا حمزہؓ کی لڑکی سے نکاح کیوں نہیں کرتے؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ میری رضاعی بھتیجی بھی ہے۔

انھا ابنۃ اخی من الرضاعۃ: وہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے [4]

نیز اسی طرح آپ نے بطور ایک ضابطہ فرمایا کہ کسی کے لئے رضاعی بھتیجی یا رضاعی بھانجی سے نکاح کرنا حلال نہیں ہے۔

لا تحل بنت الاخ ولا بنت الاخت من الرضاع [5]

[1] بحوالہ فتح القدیر ۳/۱۲۵۔

[2] ابو داؤد ۲/۵۵۴، دارمی ۲/۱۳۶، مسند احمد ۲/۴۲۶۔

[3] صحیح بخاری کتاب النکاح ۶/۱۲۵ مطبوعہ استانبول، سنن نسائی ۶/۹۹۔

[4] بخاری ۶/۱۲۵، نسائی ۶/۹۹۔

[5] طبرانی، منقول از کنز العمال ۱۶/۳۲۷۔

قرآن مجید کی مذکورۃ بالا آیت میں جو "ربائب" یعنی گود میں پرورش پائی ہوئی لڑکیوں کا ذکر موجود ہے اس کی تشریح و تفسیر حدیث نبوی میں اس طرح آئی ہے :

ایما رجل نکح امرأۃ فدخل بہا فلا یحل لہ نکاح ابنتہا. وان لم یکن دخل بہا فلینکح ابنتہا. وایما رجل نکح امرأۃ فدخل بہا اولم یدخل بہا فلا یحل لہ نکاح امہا.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا اور اس سے مجامعت بھی کر چکا تو اب اس عورت کی لڑکی (جو اس کے دوسرے خاوند سے ہو) اس کے لئے حلال نہیں رہی اور اگر ابھی مجامعت نہیں کی (بلکہ نکاح کے بعد مجامعت سے پہلے کسی وجہ سے طلاق ہوگئی ہو تو) پھر وہ اس لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے۔ اور جس شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا تو اس کی ماں اس کے لئے (ہمیشہ کے لئے) حرام ہوگئی، خواہ اس نے مجامعت کی ہو یا نہ کی ہو۔[1]

اس کی وجہ یہ ہے کہ جو عورت ایک مرتبہ ساس بن جاتی ہے تو اس سے نکاح از روئے قرآن ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتا ہے۔ یہ قاعدۂ کلیہ ہے۔

اذا نکح الرجل المرأۃ ثم طلقہا قبل ان یدخل بہا فانہ یتزوج ابنتہا ولیس لہ ان یتزوج امہا :

جب ایک شخص کسی عورت سے نکاح کرتا ہے پھر (کسی وجہ سے) مباشرت سے پہلے اسے طلاق دے دیتا ہے تو وہ اس کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے۔ مگر اس کی ماں سے نکاح نہیں کر سکتا۔[2]

واضح رہے یہ احادیث عام ہیں اور ان میں گود میں پرورش پائی ہوئی اور نہ پائی ہوئی ہر قسم کی لڑکیاں شامل ہیں۔

غیر مسلم عورتوں سے نکاح

اب جہاں تک غیر مسلم عورتوں سے نکاح کا سوال ہے تو اس میں تھوڑی سی تفصیل ہے۔ وہ یہ

---

[1] جامع ترمذی کتاب النکاح ۳/۴۲۵

[2] السنن الکبریٰ بیہقی : ۷/۱۶۰

حسب ذیل حکم ربانی کی رو سے کسی کافر یا مشرک مرد یا عورت سے کسی مسلمان مرد یا عورت
نکاح کسی بھی حال میں جائز نہیں ہے، جب کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔

ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن۔ ولامۃ مؤمنۃ خیر من مشرکۃ ولو اعجبتکم
ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا۔ ولعبد مؤمن خیر من مشرک ولو اعجبکم۔

تم مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔ بیشک ایک ایماندار
لونڈی ایک مشرک عورت سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں فریفتہ کردے۔ اور اسی طرح (اپنی عورتوں کو)
مشرک مردوں سے مت بیاہو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔ بیشک ایک مومن غلام ایک
مشرک سے بہتر ہے اگرچہ وہ بہت بھاتا ہو۔ (بقرہ: ۲۲۱)

ہاں البتہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ کی) عورتوں سے مسلمان مردوں کا نکاح جائز ہو سکتا
ہے۔ مگر کسی مسلمان عورت کا نکاح اہل کتاب سے نہیں ہو سکتا۔ مگر اس سلسلے میں ایک شرط یہ بھی
ہے کہ ایسی "کتابی" عورتیں پاک دامن ہوں، بدکار یا فاحشہ نہ ہوں۔ اور دوسری شرط یہ
ہے کہ ایسی عورتوں کا مہر ادا کر کے علی الاعلان ان سے نکاح کیا جائے، خفیہ تعلقات قائم
نہ کئے جائیں۔

والمحصنٰت من المؤمنٰت والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم اذا
آتیتموھن اجورھن محصنین غیر مسافحین ولا متخذی اخدان:

اور تمہارے لئے پاک دامن مسلمان عورتیں حلال ہیں اور وہ پاک دامن عورتیں بھی
جو تم سے پہلے والے اہل کتاب میں سے ہوں، جب کہ تم ان کے مہر انہیں دے دو۔ اور اس سے
تمہارا مقصود قید نکاح میں آنا ہو، نہ کہ بدکاری کرنا یا خفیہ آشنائی قائم کرنا۔ (مائدہ: ۵)

لفظ محصنات: محصنۃ کی جمع ہے، جس کے دو معنی منقول ہیں (۱) پاک دامن عورت
(۲) آزاد عورت[1] (لونڈی کے مقابلے میں) اور اس اختلاف کی بنا پر بعض فقہی اختلافات
بھی پیدا ہو گئے ہیں[2]۔ مگر جہاں تک "کتابی" عورتوں سے نکاح کا تعلق ہے اس کی اباحت

---

[1] زاد المسیر فی علم التفسیر (تفسیر ابن جوزی) ۲/۲۹۶، مطبوعہ۔

[2] تفصیل کے لئے دیکھئے تفسیر ابن جریر طبری: ۶/۶۶-۶۹، بیروت۔

جو آیت کریمہ کی رو سے ثابت ہے[1] اور احادیث و آثار سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

نتزوج نساء اهل الکتاب ولا یتزوجون نساءنا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کر سکتے ہیں۔ مگر وہ ہماری عورتوں سے نکاح نہیں کر سکتے[2]

عن عمر قال: المسلم یتزوج النصرانیة، ولا یتزوج النصرانی المسلمة؛

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ایک مسلمان عیسائی عورت سے شادی کر سکتا ہے مگر کوئی عیسائی کسی مسلمان عورت سے بیاہ نہیں کر سکتا۔[3]

روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے نائلہ سے نکاح کیا تھا جو ایک نصرانی عورت تھیں۔ اسی طرح حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ نے ایک یہودی عورت سے نکاح کیا تھا[4]

مگر حضرت عمرؓ صحابہ کرام کے لئے کتابی عورتوں سے نکاح کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے نہ صرف مختلف قسم کے فتنوں میں پڑنے کا اندیشہ تھا بلکہ صحابۂ کرام کا عمل عوام کے لئے قابل تقلید بن جانے کا بھی خدشہ تھا۔ اسی بنا پر آپ صحابۂ کرام کو اس سے منع فرمایا کرتے تھے۔

عن قتادة ان حذیفة نکح یهودیة، فقال عمر: طلقها فانها جمرة. قال أحرام هی؟ قال لا، ولکنی اخاف ان تطیعوا الوموسات منهن؛

قتادہؒ سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے ایک یہودی عورت سے نکاح کیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اسے طلاق دے دو کیونکہ وہ ایک انگارہ ہے۔ حذیفہ نے پوچھا کہ کیا وہ حرام ہے؟ تو آپ نے فرمایا نہیں، لیکن مجھے ڈر ہے کہ تم لوگ ان میں کی بدکار عورتوں کی فرماں برداری

---

[1] ملاحظہ ہو تفسیر ابن جوزی ۲/۲۹۶

[2] ابن جریر، منقول از تفسیر درمنثور از سیوطی: ۲/۲۶۱، بیروت۔

[3] السنن الکبریٰ ۷/۱۷۲، نیز تفسیر درمنثور ۲/۲۶۱، کنز العمال ۱۶/۵۳۴۔

[4] تفسیر ابن جوزی: ۲/۲۹۶